دیوان قدرت

مرتبہ

ڈاکٹر ظفر اقبال

دیباچہ اور مقدمہ

(مرتبہ دیوان کا متن مع دیباچہ و مقدمہ، بعد میں
جداگانہ کتاب کی صورت میں پیش کیا جائے گا)

دیباچہ

اٹھارویں صدی کو اردو شاعری کی ترقی کے لحاظ سے بوجوہ اہمیت حاصل ہے۔ اس دور کو اس لحاظ سے بھی انتہائی اہم قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں میر تقی میر، مرزا سودا اور خواجہ میر درد جیسے ادبی ستاروں کا مجمع السعدین تھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے منفرد رنگ و آہنگ کی وجہ سے دوسرے سے مختلف تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زرخیز عہد میں کیا صرف یہی چند شخصیات صاحب طرز تھیں؟ کیا باقی تمام لوگ مقلّد محض تھے؟ جب ہم ان سوالوں کے جوابات تلاش کرنے کی غرض سے تاریخ ادب کے اوراق پلٹتے ہیں تو قیام الدین قائم، میر سوز، میر حسن، میر محمدی اثر، میر محمدی بیدار، احسن الدین بیان اور قدرت اللہ قدرت اپنے وجود کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دیگر لوگوں سے قدرت کا معاملہ اس لیے مختلف ہے کہ وہ شاعر ہونے کے علاوہ قلندر بھی تھے۔ اس قلندرانہ روش کی وجہ سے وہ اپنے عہد کی کم آمیز لیکن مؤثر آواز ہیں۔ انھوں نے جذب کی کیفیات اور مراحل کو جس جس طرح بیان کیا ہے وہ اردو شاعری کا ان چکھا ذائقہ ہے۔ ان کا لہجہ اور انداز بیان ان کی منفرد شناخت قائم کرتا ہے۔ قدرت کا لب و لہجہ اس عہد کے مسلمہ اسالیب بیان سے مختلف، نمایاں اور اجنبی معلوم ہوتا ہے۔ آئندہ اوراق میں اسی اجنبی لہجے کے غیر معروف لیکن اہم شاعر کے احوال پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے دیوان کو پہلی مرتبہ مدوّن کرکے علمی دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

راقم نے دیوان قدرت کے متن کی تدوین کا کام ۱۹۸۹ء میں مکمل کرلیا تھا لیکن اسی سال مہمان پروفیسر کی حیثیت سے جامعہ ٹوکیو میں آنا ہوگیا۔ ٹوکیو آنے کی وجہ سے سارے کاغذات الٹ پلٹ ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد جب یہاں کاروبار۔ حیات جمایا تو اس کام پر بھی توجہ دی لیکن یہاں مآخذ کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ کام ٹلتا رہا۔ دریں اثنا طبیعت دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہوگئی اور دیوان احسن الدین بیان، دیوان آبرو، تذکرہ طبقات سخن اور دیوان نین سکھ کی تدوین کا کام مکمل کیا۔ ان کاموں کی تکمیل کے بعد پھر اس طرف توجہ دی۔ اس طرح یہ کام خاصی تاخیر سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

مقدمہ

ان کا نام قدرت اللہ تھا۔ وہ شیخ عبدالعزیز شکربار کی اولاد میں تھے۔ قاسم نے لکھا ہے کہ "از اولاد امجاد شاہ عبدالعزیز شکربار است" ۲۔ دوسرے تذکروں خوش معرکۂ زیبا، قطعۂ منتخب، گلشن بےخار اور سخن شعراؑ میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔ قدرت اللہ خاندانی طور پر شیخ تھے۔ بعض تذکرہ نگاروں [شفیق، میر حسن، عشقی] نے انھیں میر اور سیّد لکھا جو کہ غلط ہے۔ قدرت چونکہ درویشی کے سلسلے سے متعلق تھے لہٰذا ان کے نام کے ساتھ شاہ کا اضافہ ہوگیا اور اسی نسبت سے لوگ انھیں شاہ قدرت اللہ کہنے لگے۔

قدرت دھلی کے رھنے والے تھے۔ شیفتہ نے لکھا ھے کہ: "وطن اصلی وے دھلی" ۳۔ شاہ کمال نے لکھا ھے: "متوطن شاہ جہاں آباد است" ۴۔ اشپرنگر نے بیان کیا ھے کہ: "دھلی میں رھتے تھے" ۵۔ کریم الدین نے لکھا ھے: "شاہ قدرت اللہ دھلوی" ۶۔ نساخ نے لکھا

ہے: "باشندۂ دھلی" ۷۔ بے جگر نے طبقاتِ سخن کے حوالے سے لکھا ہے: "اصلش از کشمیر است" ۸۔ راقم الحروف نے شیخ غلام محی الدین مبتلا و عشق میرٹھی کا تذکرہ طبقات سخن مرتب کیا ہے اور اس سلسلے میں اس کے تمام قلمی نسخے پیش نظر رہے ہیں۔ طبقاتِ سخن کے نسخۂ برلن میں قدرت کا ترجمہ یوں ہے: "شاہ قدرت اللہ قدرت، عظیم آبادی یا از جائے دیگر"۔ طبقاتِ سخن کے نسخۂ شاہجہان پور میں قدرت کا ترجمہ اس طرح ہے: "بعضے گویند عظیم آبادی است و بعضے خوش باشِ دھلی" ان شواھد سے معلوم ھوتا ہے کہ قدرت کے کشمیری ھونے کی روایت بے جگر کی اختراع ہے، اس کا عشق میرٹھی سے کچھ تعلق نہیں۔

قدرت کے والدین، ان کی تاریخ پیدائش اور ان کی ابتدائی زندگی اور تعلیم و تربیت کے بارے میں بیشتر تذکروں میں کچھ ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ صرف قائم نے ایسی معلومات فراھم کی ھیں جن سے ان کی زندگی کے متعدد گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ قائم نے لکھا ہے: "در عنفوانِ شباب چندے خیرہ کشی کردہ بہ سودائے خدا پژوھی افتادہ و باثری از مشائخ روزگار درخورد۔ اماچون کار ھا درکرد تقدیر است اورا از صحبتِ متبرکۂ این طائفۂ عالیہ کشاد کاری دست نداد، آخر حال بخدمت شاہ عشق اللہ کہ سر دفترِ قلندرانِ زمانۂ خود بود، ملاقات کرد و بہ مقتضائے مناسبت مزاج در اندک مدتی کار خود رابہ انجام رسانید۔ بالجملہ اورا حالتی شنگرف حاصل است کہ ھیچ گاہ افاقت گاہ ازاں متصوّر نیست۔ باوضاع شتی میگزراند و بیک طور مقید نمی باشد۔ بر احوال فقیر شفقت ھا کند۔ حق تعالیٰ سلامتش دارد" ۹۔ اس بیان سے یہ واضح ہے کہ قائم نے جب شاہ قدرت کا حال لکھا تو وہ (قدرت) عنفوانِ شباب ھی کی منزل

سے نہیں ، کچھ اور منزلوں سے بھی گذر چکے تھے - پہلے وہ مخبوط الحواس رہے - پھر "سودائے خدا پژوھی میں مختلف مشائخ سے ملتے رہے اور اپنے مقصد میں ناکام رہے - پھر شاہ عشق اللہ سے ملے اور اپنا مقصد حاصل کیا اور آخر میں خود قلندرانہ زندگی بسر کرنے لگے- ان سارے مراحل کو طے کرنے کے لیے ایک طویل عرصہ درکار ہے". ۱- قائم کے متذکرہ بالا بیان کا یہ جملہ: "بر احوال فقیر شفقت ہا کنند" قدرت اور قائم کی عمروں کے مابین فرق کی نشاندھی کرتا ہے _ اس جملے سے معلوم ھوتا ہے کہ شاہ قدرت، قائم سے خاصے بڑے تھے - تذکرہ مخزن نکات کے مرتب نے قائم کا سال پیدائش ۱۱۳۵ھ کے گرد و پیش متعین کیا ہے -۱۱ اگر ہم عمروں کے اس فرق کو بیس سال قرار دیں تو قدرت کا سال پیدائش ۱۱۱۵ھ کے قریب متعیّن ھوتا ہے - ایک اور شہادت سے بھی اس قیاس کو تقویت ملتی ہے _ ابوالحسن امراللہ نے میر شمس الدین فقیر کے ترجمے میں لکھا ہے : "شاہ جہاں آباد میں ۱۱۱۵ھ میں ولادت ھوئی . . . . شاہ قدرت اللہ ان کے ھم نشینوں میں تھے - ان کا کہنا ہے کہ فقیر کے ایک دوست تذکرۂ شعراء لکھنا چاہتے تھے- انھوں نے فقیر سے ایک شعر کی درخواست کی ، فی البدیہہ یہ شعر لکھ کر بھیج دیا" ۱۲- امراللہ کے بیان کا وہ حصہ نہایت اھم ہے جس میں اس نے قدرت کو فقیر کا 'ھم نشین' قرار دیا ہے _ یہ لفظ دوست اور ساتھی کے لیے استعمال ھوتا ہے - دوست عموماً ھمعمر ھی ھوتے ھیں- چونکہ فقیر کی تاریخ پیدائش ۱۱۱۵ھ ہے ، اس لحاظ سے بھی قدرت کی تاریخ پیدائش ۱۱۱۵ھ کے گرد و پیش متعین ھوتی ہے - ایک بات اور: راقم نے قدرت کے بیٹے مبارک علی والہ کے حالات کے ذیل میں ان کا سال ولادت ۱۱۳۱ھ کے قریب متعین کیا ہے (رجوع کیجیے حالات والہ)-

پرانے زمانے میں عموماً سولہ سترہ برس کی عمر میں شادی ہو جاتی تھی۔ اگر ہم شادی کے وقت قدرت کی عمر سترہ برس اور شادی کے ایک سال بعد مبارک علی والہ کی پیدائش قیاس کریں تو والہ کی تاریخ پیدائش ۱۱۳۱ھ سے ۱۸ نفی کرنے کے بعد ۱۱۱۳ھ حاصل ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی قدرت کی تاریخ پیدائش ۱۱۱۵ھ کے گردو پیش قرار دی جا سکتی ہے۔

قدرت کے مزاج میں شروع ہی سے آزاد روی تھی۔ اسی لیے وہ عنفوانِ شباب ہی میں تلاش حق کے سلسلے میں مشائخ اور قلندروں سے ملاقاتیں کرتے رہے (اور اپنا دلی مقصد بھی ایک قلندر شاہ عشق اللہ ہی سے حاصل کیا) لہٰذا ان کے بارے میں زیادہ یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ ابتداء ہی سے قلندر مزاج تھے۔ چونکہ حصول علم کے لیے طویل عرصے تک ایک خاص قاعدے کی پابندی اور مستقل مزاجی درکار ہوتی ہے، جو کہ قدرت کی طبیعت میں نہیں تھی اس کے پیش نظر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ قدرت نے مروجہ درسیات میں اعلیٰ استعداد حاصل نہیں کی ہوگی۔ تاہم ان کے کلام کی بندشوں اور تراکیب سے مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے فارسی زبان کی معقول حد تک تحصیل کی تھی۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ قدرت تلاش حق کے لیے مختلف مشائخ اور قلندروں سے ملتے رہے۔ اسی سلسلے میں انھوں نے خواجہ میر درد اور ان کے بھائی میراثر سے بھی ملاقات کی لیکن چونکہ قدرت قلندر مشرب تھے لہٰذا اس در پر نہ رک سکے، تاہم انھوں نے میر درد و میراثر کی بزرگی اور برگزیدگی کو متعدد اشعار میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

نقاش زردئیٔ رخ قدرت سے چاھیے
دیوان خواجہ میر کی ھر فرد کو طلا (دیوان دوم)

چاھیے قدرت رکھے وہ آہ سے چشم اثر
درد سا پیدا کرے جو پیر کامل دیکھ کر

تاثیر سے نہ پلٹے فانوس . . . شمع آہ
قدرت کو یہ تمنا نت درد ھے اثر سے

قدرت نے دہلی کے، ھنگاموں اور سیاسی عدم استحکام سے تنگ آکر شورش افاغنہ کے زمانے میں وھاں سے ھجرت کی ۔ قاسم نے لکھا ھے کہ : "در شورش افاغنہ ابدالی بہ حضرت دھلی رو داد و رخت سفر بربستہ بہ مرشدآباد رحل اقامت انداخت" ۱۳- خوب چند ذکا نے بھی یہی بات لکھی ھے : "در ھنگامہ افاغنہ ابدالی از دھلی رخت سفر بستہ" ۱۴- ابوالحسن امراللہ نے قدرت کے ترک وطن کا ایک اور سبب بھی بیان کیا ھے : "وھاں حالات خراب ھونے اور اس شہر کے امراء کی ناقدر شناسی کی وجہ سے ترک وطن کرکے مرشدآباد میں سکونت حاصل کرلی اور امتیاز بھی حاصل کرلیا" ۱۵- چونکہ ابدالیوں نے ۱۱۷۰ھ میں دھلی کو تاراج کیا تھا لہٰذا ھم قدرت کے ترک وطن کو اس سال کے گرد و پیش کا واقعہ قرار دے سکتے ھیں ۔ ترک وطن کی کیفیت کو انھوں نے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ھے :

حسرت اے صبح چمن ھم سے چمن چھوٹے ھے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ھے

قدرت دھلی کو خیرباد کہہ کر لکھنؤ آئے ۔ وھاں میر حسن نے انھیں ایک مشاعرے میں دیکھا تھا ۔ ۱۶- میر حسن پہلی مرتبہ جمادی‌الاول ۱۱۷۹ھ میں لکھنؤ گئے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد فیض‌آباد واپس چلے گئے ۔ دوسری مرتبہ وہ ۱۱۸۹ھ کے اواخر

یا ۱۱۹۰ھ کے شروع میں لکھنؤ آئے اور پھر یہیں رہے ۔ ۱۷۔ میرحسن کا تذکرہ ۱۱۸۸ھ میں مکمل ہو چکا تھا ۔ ۱۸۔ لہٰذا قیاساً یہ کہا جا سکتا ہے کہ میرحسن نے قدرت کو ۱۱۷۹ھ کے قریب لکھنؤ میں دیکھا ہوگا۔ قدرت کے دہلی سے نکلنے [۱۱۷۰ھ] اور لکھنؤ میں میرحسن سے ملاقات [۱۱۷۹ھ] کے درمیان نو سال کا عرصہ حائل ہے۔ یہاں دو اِمکانات پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ قدرت لکھنؤ میں نو سال تک مقیم رہے ہوں۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو لکھنؤ کی ادبی تاریخ کے ماخذوں میں اس پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور پڑتی لیکن ان کے تقریباً ایک عشرے کے قیام کے بابت کسی بھی تاریخ یا تذکرے میں کچھ منقول نہیں۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ قدرت دہلی سے نکل کر سیدھے لکھنؤ نہ گئے ہوں بلکہ دہلی سے پہلے کہیں اور گئے ہوں بعدازاں سیر و سفر کرتے ہوئے لکھنؤ پہنچے ہوں۔ یہی امکان زیادہ قرین قیاس ہے۔ قدرت کے لکھنؤ آنے کے بارے میں ایک ضمنی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ معاش کے لیے لکھنؤ گئے تھے یا ان کی اصل منزل مرشدآباد تھی اور وہ راستے میں آنے کی وجہ سے لکھنؤ میں ٹھہرے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ قدرت تلاش معاش کے سلسلے میں لکھنؤ نہیں گئے تھے۔ کیونکہ اگر یہ مقصد ہوتا تو وہ لکھنؤ ہی میں مستقل قیام کرتے۔ ویسے بھی اس عہد میں دہلی سے نکلے ہوئے شعراء لکھنؤ پہنچ کر سکون و فراغ حاصل کرتے تھے، ایسا کرنے میں انھیں کیا امر مانع تھا۔ بہرحال وہ ۱۱۸۸ھ [سال اتمام تذکرۂ میرحسن] سے قبل لکھنؤ چھوڑ چکے تھے۔ قدرت لکھنؤ سے نکل کر عظیم آباد پہنچے۔ شورش نے لکھا ہے کہ اتفاقاً عظیم آباد تشریف لائے۔۱۹۔ تذکرۂ شورش کا سال تالیف ۱۱۹۱ھ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قدرت ۱۱۹۱ھ

سے پہلے عظیم آباد پہنچ چکے تھے۔ ۲۰ اس سلسلے میں ہمارا خیال ہے کہ قدرت ۱۱۹۱ھ سے بہت پہلے عظیم آباد پہنچ چکے تھے اور وہ عظیم آباد میں اتنا عرصہ مقیم رہے کہ بعض تذکرہ نویسوں کو ان کے 'عظیم آبادی' ہونے کا گمان گذرا جن میں مصحفی، صبا اور مبتلا میرٹھی قابل ذکر ہیں۔ ۲۱ اس غلط فہمی نے اتنا اشتہار پایا کہ شیفتہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "و آنان کہ اورا از عظیم آباد دانستہ اند، غلط کردہ اند" ۲۲۔ قدرت عظیم آباد کو خیر باد کہہ کر آخری منزل کے طور پر مرشد آباد پہنچے۔ ان کے مرشد آباد پہنچنے کے بارے میں میرحسن ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ: "الحال شنیدہ می شود کہ در مرشد آباد سکونت دارد" ۲۳۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قدرت ۱۱۸۸ھ (سال تکمیل تذکرۂ میر حسن) سے پہلے مرشدآباد پہنچ چکے تھے۔ ابوالحسن امراللہ جب ۹۳-۱۱۹۲ھ میں مرشدآباد گئے تو شاہ قدرت وہاں پہلے سے موجود تھے۔ ۲۴ راجہ جنم جی متر ارمان نے لکھا ہے: "۱۱۹۲ میں مرشدآباد میں آرہے تھے" ۲۵- علی ابراھیم نے لکھا ہے: "الحال کہ سال یک ھزار یک صد ونود و شش باشد بامداد اکابر آن دیار (مرشدآباد) بسر می برد" ۲۶-

مرشدآباد میں قدرت کی بقیہ زندگی راحت و آسودگی کے ساتھ بسر ہوئی۔ مبتلا نے لکھا ہے: "تاحال ھمان جا بامداد ناظم آن دیار (مرشدآباد) بسر می برد" ۲۷- علی ابراھیم کا بیان ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ مظفر علی صبا نے نسبتاً وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ: "شاہ قدرت نواب دلاور جنگ ابن مظفر جنگ کے ملازم تھے" ۲۸- اسی سلسلے میں علی لطف کا بیان ایک نئی اطلاع بھی فراہم کرتا ہے: لطف نے لکھا ہے "اکابر اور اعزہ اس شہر (مرشدآباد) کے سب ان سے برسر

عنایت و امداد تھے" ۲۹۔ علی لطف کے بیان سے پتا چلتا ھے کہ مرشدآباد کے امراء کے علاوہ قدرت کے رشتہ دار بھی ان کی امداد کرتے تھے۔ واضح ھو کہ دیگر رشتہ داروں کے علاوہ قدرت کے بیٹے مبارک علی والہ مرشدآباد میں پہلے سے مقیم تھے۔ (اس سلسلے کی بحث آگے آتی ھے) بہرحال متذکرہ بالا بیانات سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ قدرت نے مرشدآباد میں فارغ البالی کی زندگی بسر کی۔ امراللہ نے لکھا ھے کہ قدرت کو مرشدآباد میں 'امتیازِ کلی' حاصل ھو گیا تھا۔ ۳۰۔ اس عہد میں عموماً کسی دربار یا سرکار سے وابستگی ھی 'امتیازِ کلی' کی علامت تھی۔ اب امراللہ کے بیان اور مظفر حسین صبا کے اس بیان کہ: "قدرت نواب دلاور جنگ ابن مظفر جنگ کے ملازم تھے" ۳۱۔ کو ملا کر دیکھیں تو صاف معلوم ھو جاتا ھے کہ قدرت نے مرشدآباد میں نواب دلاور جنگ ابن مظفر جنگ کی سرکار سے وابستہ ھو کر امتیازِ کلی حاصل کیا۔

مشفق خواجہ نے لکھا ھے کہ: "شاہ قدرت کے قلندرانہ مزاج کے پیش نظر یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی امیر سے باقاعدہ ملازمت کا تعلق رکھیں" ۳۲۔ لیکن متذکرہ بالا شواھد کے پیش نظر ان کا بیان درست ثابت نہیں ھوتا۔

قدرت کے ۱۲۰۴ھ تک زندہ رھنے کی ایک شہادت ان کے دیوان دوم کے اس مخطوطے سے ملتی ھے جس پر قدرت نے اپنے قلم سے "کلام قدرت اللہ قدرت ۱۲۰۴ھ" کے الفاظ تحریر کیے تھے۔ ۳۳ قدرت کی وفات کے بابت واحد اطلاع مرزا علی لطف نے فراھم کی ھے وہ لکھتے ھیں: "شاید ۱۲۰۵ھ بارہ سو پانچ ھجری میں اس بلوے کے اندر انتقال کیا" ۳۴۔ بعد کے تذکروں گلشن بے خار، طبقات شعرائے ھند، قطعۂ منتخب، روزِ روشن، طورِ کلیم اور بزمِ سخن

میں علی لطف ھی کے بیان کا اتباع کیا گیا ھے۔ علی لطف نے اپنے بیان میں ' شاید' کا لفظ لکھ کر تحقیق کے دروازوں کو کھول دیا ھے تاھم جب تک کوئی حتمی شہادت دستیاب نہ ھو ان کے سال وفات کو ۱۲۰۵ھ ھی سمجھنا چاھیے۔

قدرت کے اخلاف کے بابت زیادہ معلومات دستیاب نہیں ھوئی ھیں۔ تذکروں، میں ان کے ایک لڑکے مبارک علی متخلص بہ والہ کا ذکر ملتا ھے۔ والہ دھلی میں پیدا ھوئے۔ مبتلا -۳۵ اور حیدری-۳۶ نے انھیں دھلوی لکھا ھے۔ ان کی پیدائش کے بارے میں تمام تذکروں میں کچھ منقول نہیں، تاھم داخلی شہادتوں سے ان کی تاریخ پیدائش مستخرج کرنے کی کوشش کی جاتی ھے۔ شورش نے اپنے تذکرے میں والہ کا جو انتخاب کلام درج کیا ھے اس میں مندرجہ ذیل شعر بھی شامل ھے:

کیا کرے گا رہ کے تو والہ یہاں
ساتھ کے جتنے تھے سب ھمدم چلے

اس شعر کے لہجے سے زندگی سے مایوسی و بیزاری کا اظہار ھوتا ھے اور پختگیٔ عمر کا قرینہ جھلکتا ھے۔ انسان کے پرانے احباب پختہ عمر ھی میں ساتھ چھوڑ کر راھی ملک عدم ھوتے جاتے ھیں۔ پاک و ھند میں ساٹھ سال ایک طبعی عمر سمجھی جاتی ھے اور استثنائی صورتوں سے قطع نظر عموماً ساٹھ سال کی عمر معمر شخصیت کی علامت بھی ھوتی ھے۔ متذکرہ بالا شعر کے مصرعِ ثانی سے بزرگی کا قرینہ نمایاں ھوتا ھے۔ اگر ھم تذکرۂ شورش کی تکمیل (۱۱۹۱ھ) کے وقت والہ کی عمر ساٹھ سال قرار دیں تو ۱۱۹۱ھ میں سے ۶۰ نفی کرنے سے ۱۱۳۱ حاصل ھوتے ھیں۔ اس طرح والہ کی پیدائش کو ۱۱۳۱ھ کے گردو پیش متعین کیا جا سکتا ھے-۳۷ والہ کو پہلی مرتبہ

میرحسن نے متعارف کرایا ہے وہ لکھتے ہیں: "مبارک علی، پسر شاہ قدرت متخلص بہ والہ۔ پیش پدر خود در مرشدآباد سکونت دارد"۳۸۔ میرحسن کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ والہ اپنے والد سے پہلے ترک وطن کرکے مرشدآباد میں اقامت اختیار کر چکے تھے۔ والہ کے بارے میں علی ابراہیم کا بیان نہایت اہم ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "مبارک علی پسر ارشد، شاہ قدرت اللہ قدرت۔ از علوم ظاہرا اصلا بہرہ مند نیست اما بہ محض موزونیت طبع و فیض صحبت شاہ مذکور ریختہ می گوید و در مرشدآباد اقامت دارد" ۳۹۔ غالباً قدرت کی آزاد روی کی وجہ ہی سے والہ تعلیم کی طرف کماحقہ، توجہ نہ کر سکے ہوں گے۔ مبتلا نے والہ سے ملاقات کی تھی اور انھوں نے اپنے تذکرے کے لیے والہ کے کلام کا انتخاب بھی کیا تھا۔ مبتلا نے لکھا ہے: "والہ دہلوی، اسمش میر مبارک علی خلف شاہ قدرت اللہ قدرت۔ از فیض صحبت والد ماجد خویش انشائے ریختہ می نماید و درمرشد آباد بسرمی برد۔ مرد صاحب درد است۔ متفرق اشعارش دیدہ شد"۔ غالباً اس وقت تک والہ کا دیوان مرتب نہیں ہوا تھا کیونکہ مبتلا نے ان کے متفرق کلام میں سے انتخاب کیا تھا۔ دیگر تذکرہ نویسوں کے برخلاف والہ کے کلام کا سب سے طویل انتخاب مبتلا ہی نے درج کیا ہے۔

والہ شاعری میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔۴۱ تذکرہ نگاروں نے ان کی شاعری کے بارے میں ان آراء کا اظہار کیا ہے: "موزوں طبع تھے"۔۴۲ "معانی کی تلاش کے والہ و عاشق اور خوش بیانی کے شیفتہ ہیں"۔۴۳ "خوش ذہن موزوں طبع"۔۴۴ مختلف تذکروں میں والہ کے کل ستائیس اشعار ملتے ہیں جنھیں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

هجر ترا بسکہ نظر میں رہا
اشک سدا دیدۂ تر میں رہا

جی ہی جاتا رہا محبت میں
دل کا دینا تو در کنار رہا

اسی حسرت میں مر گیا والہ
تو نے اس کو نہ یک نظر دیکھا

ستمگر سے ہوا دل سرد میرا
نہیں پوچھے ہے ہرگز درد میرا

مرے اس دردِ دل کی قدر جانے
جو پیدا ہو کوئی ہمدرد میرا

گلِ رعنا ہے گلزارِ جہاں کا
یہ اشکِ سرخ و رنگِ زرد میرا

روئے سب میرے حال پر لیکن
ایک وہ شوخ چشم تر نہ ہوا

قصہ زلف کو بہت چاہا
مختصر ہووے مختصر نہ ہوا

ہوئی ہے مشتعل میرے دلِ بے تاب میں آتش
نہ دیکھی تھی کسی نے اب تلک سیماب میں آتش

ان دنوں تھم رہے ہیں ہائے سرشک
لختِ دل تو ہی آ، بجائے سرشک

روز و شب آنکھوں میں ہی رہتے ہیں
دیکھو اے مردماں وفائے سرشک

در پر ترے بیٹھ رو گئے ہم
تھے دیدۂ تر سو کھو گئے ہم

یک بار بھی گھر سے تو نہ نکلا
سو بار تو در پہ ہوگئے ہم
دیکھی نہ سحر ہم نے رھی شام جہاں میں
جب سے ہے تری زلف سیہ فام جہاں میں
آج اس دھج سے مرے قتل کو آتا ہے شوخ
تیغ لے ھاتھ میں اور باندھے کمر میں دامن
جس گھڑی موج پہ یہ دیدۂ نم آتے ھیں
اشک اور لخت دل اس وقت بہم آتے ھیں
خواب غفلت ستی ٹک چونک تو، تو اے والہ
آج بالیں پہ تری اس کے قدم آتے ھیں
پہلو میں رھا نہ تجھ بن اک دم
بہلا رہے ھیں ہم ھزار دل کو
گر تو ھی نہ ھووے بر میں ظالم
آوے کیونکر قرار دل کو
میرے ھوں یا دشمن کے مرے، خواہ کسی کے
دشمن نہ ھوں یہ دیدۂ تر آہ کسی کے
دل کو مدت سے کیا ہے مسکن
جاں بھی حاضر ہے اگر تو چاھے
تیری محفل میں زبس کثرت مے نوشی ہے
جام و مینا میں اسی واسطے سر گوشی ہے
یار غیروں کا ھوا یار، خدا خیر کرے
ہم کو دینے لگا آزار خدا خیر کرے
جس نے کل قتل کیا تھا غرض اک عالم کو
آج پھر کھینچے ہے تلوار خدا خیر کرے

تپ فراق مری جان کو جلاتی ہے
اے میری جان شتاب آ کہ جان جاتی ہے
اس سنگدل کے دل میں نہ ذرّہ اثر کرے
وہ آج جو کہ چرخ کو زیر و زبر کرے
کیا کرے گا رہ کے تو والہ یہاں
ساتھ کے جتنے تھے سب ہمدم چلے

قدرت کو میر شمس الدین فقیر سے تلمذ حاصل تھا ۔ ۴۵ ۔ قدرت اللہ قاسم، نساخ، صفا بدایونی، نورالحسن اور علی حسن نے لکھا ہے کہ قدرت نے فقیر کے بعد میرزا مظہر کو اپنا کلام دکھایا ۔ ۴۶۔ قطعۂ منتخب اور خمخانۂ جاوید میں انھیں حسرت کا شاگرد بتایا گیا ہے، ۴۷۔ جو کہ کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتا ۔ میرشمس الدین فقیر سے قدرت کی قرابت داری تھی لہٰذا انھوں نے سب سے پہلے انھی کو اپنا کلام دکھایا ۔ میرزا مظہر اس عہد کے اکابر صوفیہ اور شعراٗ میں شمار کیے جاتے تھے ۔ قدرت چونکہ عنفوان شباب ہی سے تلاش حق کے سلسلے میں مشائخ سے ملتے رہتے تھے، لہٰذا ممکن نہیں کہ انھوں نے میرزا مظہر سے ملاقات نہ کی ہو۔ علاوہ ازیں دھلی میں میرزا مظہر کی استادی کا سکہ چلتا تھا۔ لہٰذا قدرت نے بھی اردو کلام انھی کو دکھایا ہوگا۔ مشفق خواجہ نے لکھا ہے کہ "میرزا مظہر کی شاگردی کا معاملہ محتاج ثبوت ہے" ۴۷۔ آگے چل کر لکھتے ہیں "فقیر جو فارسی کے مشاہیر شعراٗ میں سے تھے ان سے شاہ قدرت نے فارسی کلام ہی میں اصلاح لی ہوگی" ۴۸۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قدرت نے فقیر سے صرف فارسی کلام پر اصلاح لی تو پھر اردو کلام کس کو دکھایا؟ راقم کے خیال میں میرزا مظہر

کی شاگردی کے بارے میں قاسم، نساخ، نورالحسن، علی حسن اور صفا بدایونی کے بیانات کو غلط سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ۔

قدرت فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ان کی فارسی گوئی کے بارے میں میر حسن نے لکھا ہے کہ: "ممند نظمش در میدان فارسی و ہندی چالاک و چست، و تصویر بے نظیر معانیش در استخوان بندی درست" - ۴۹ علی ابراہیم خلیل نے لکھا ہے: "شعر فارسی بدرستی می گوید"- ۵۰ علی لطف نے لکھا ہے: اکثر فکر اشعار فارسی کی بھی کرتے تھے"- ۵۱ عشقی: بہ نظم فارسی نیز مہارتے داشت" - ۵۲ ذوالفقار علی مست نے لکھا ہے: " در نظم فارسی و ہندی قدرت تمام داشت" - ۵۳ قدرت کی فارسی گوئی کے بارے میں مست کا بیان اس لیے بھی زیادہ قابل وثوق ہے کہ اس نے اپنے بچپن میں قدرت سے ملاقات کی تھی وہ لکھتا ہے: "این کم گشتہ کوچہ گمراھی رادر صغر سن شرف حضوری آں مظہر غرائب الہٰی دست دادہ" - ۵۴ مظفر حسین صبا کا بیان ہے: "در نظم فارسی و اردو مہارتے نیکو داشت"- ۵۵ فارسی میں قدرت کی قادر الکلامی کے باوجود حیرت ہوتی ہے کہ ان کی فارسی شاعری کی نہایت معمولی مقدار تذکروں میں باقی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے آخری عمر میں یا کم از کم دھلی چھوڑنے کے بعد فارسی میں شعر گوئی کا سلسلہ ترک کردیا تھا کیونکہ اگر وہ آخری عہد تک فارسی میں شعر لکھتے تو ان کے خود نوشتہ دیوان [مخزونہ قومی عجائب گھر، کراچی] میں ضرور شامل ہوتا۔

قدرت کا پہلا دیوان ۱۱۹۴ھ تک مرتب ہوچکا تھا۔ اس کے بابت پہلی اطلاع مبتلا نے فراہم کی۔ وہ لکھتا ہے: " اشعارش از

ھزار بیت متجاوز دیدہ شدہ"۔۵٦ دیوان مرتب ھونے کی دوسری اطلاع علی ابراھیم نے دی ھے۔ مشفق خواجہ نے قدرت کے دیوان کے بابت علی ابراھیم کو پہلا اطلاع نگار لکھا ھے۔۵۷ انھیں تسامح ھوا، اس باب میں مبتلا کو علی ابراھیم پر فوقیت حاصل ھے۔ مبتلا کے تذکرے گلشن سخن کی تاریخ تالیف ۱۱۹۴ھ ھے۔ یہ تذکرہ اسی سال شروع ھوا اور اسی سال ختم ھوا۔۵۸ جبکہ گلزار ابراھیم کا سال اختتام ۱۱۹۸ھ ھے تاھم انھوں نے قدرت کا ترجمہ ۱۱۹٦ھ میں لکھا تھا۔ قدرت کا دیوان علی لطف، کریم‌الدین اور عبدالغفور نساخ کی نظر سے بھی گذرا تھا۔ اس کے بارے میں حسب ترتیب تینوں کے بیانات درج کیے جاتے ھیں: "دیوان میں اس صاحب قدرت کے ھرقسم کے اشعار ھیں"۔۵۹ "صاحب دیوان ھے"۔ ٦۰ نساخ نے دونوں تذکروں میں اس بات کی صراحت کی ھے کہ: "دیوان ان کا نظر سے گذرا"۔ ڈاکٹر مختارالدین احمد نے اشپرنگر کے حوالے سے لکھا ھے کہ: "قدرت کا دیوان مبتلا میرٹھی کی نظر سے بھی گذرا تھا"۔٦۲ تذکرہ طبقات سخن کے تمام قلمی نسخے راقم کی نظر سے گذرے ھیں ان میں تو مبتلا نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔ محسن، صفا بدایونی اور نورالحسن نے ان کے دیوان کا ذکر کیا ھے لیکن دیکھنے کا دعویٰ نہیں کیا۔

میر تقی میر نے اپنے تذکرے نکات الشعرا میں قدرت کے بارے میں لکھا ھے: "اگرچہ عاجز سخن است لیکن برائے خاطر میر عارف کہ از یاران فقیر است، نوشتہ شد"۔ ٦۳ ۔ اس کے برعکس دیگر تذکرہ نویسوں نے قدرت کی سیرت و شاعری کے بارے میں بڑی اچھی رائے کا اظہار کیا ھے یہاں چند آراء درج کی جاتی ھیں:

۱- گردیزی : "ہرسخن قدرت دارد" ۶۴ -

۲- ابو الحسن امراللہ : "فن شاعری میں انھیں قدرت کمال اور مضمون بندی میں ان کی فکر لازوال ہے۔ قادر قدرت نے ان کے کلام کی قدر و قمیت بازار سخنوری کے نقادوں کی نظر میں بڑھادی ہے اور زبان آوری پر ان کی قدرت دیکھ کر میدان فصاحت کے قدر اندازوں پر حیرت کے دروازے کھل گئے ہیں" ۶۵-

۳- علی ابراھیم : "در آشنا پرستی و آزادہ حالی از اماثل خویش ممتاز۔ در نظم ریختہ اقتدار و شستگی و برشتگی کلام بسیار دارد و شعر فارسی بدرستی می گوید" ۴۴-

۴- عشقی : مردے درویش صورت، خوش سیرت ... اوقات شریف بہ صوم و صلوٰۃ و بہ عبادات ایزدی کہ شیوہ رضیہ بزرگان است صرف می نمود ۔ در طرز ریختہ قدرتے و بہ نظم فارسی نیز مہارتے داشت ۔ کلامش از شستگی و رفتگی خالی نیست" ۶۷ -

۵- مبتلا لکھنوی : "زبدۂ نکتہ سنجان و خلاصہ سخنوران معاصرین خویش است، در تنظیم ریختہ معنی بندی و فصاحت از دست نمی دھد۔ غرض سخنور صاحب اقتدار بلاغت شعار است۔ اشعارش . . . از سخنہائے لطیف و پاکیزہ اوست" ۶۸ -

۶- میر حسن : "بلند مایہ و قوی پایہ، عالی ھمت۔ فقیر، درویش وضع، خلیق طبع ۔ رتبہ قدرش رفیع و شیوۂ معنیش بدیع۔ سمند نظمش در میدان فارسی و ھندی چالاک و چست و تصویر بے نظیر معانیش در استخوان بندی درست ۔ مرد خوب است ۔" ۶۹-

۷- شورش : "در شعر طرز خاص دارد" ۷۰-

۸- مصحفی: "شخص کہنہ مشق و باقوت و قدرت است" ۷۱ -

۹- علی لطف : "صاحب مذاق تھے چاشنیٔ درد و تاثیر کے۔ نظم

ریختہ میں ذہن رسا رکھتے تھے، خاطر سخن گستر اور طبع معنی آشنا رکھتے تھے۔ طرز مضمون آفرینی سے ماہر، ادراک شکستگی و برشتگی کلام سے ان کے ظاہر... تازہ کرنے میں مضمون کے، اپنے ہم عمروں میں ممتاز، اور صفائی میں بندش کی نازک خیالیوں سے ہند کے دمساز تھے۔ وارستہ مزاجی کے یار اور آزادہ حالی سے سروکار۔" ۷۲۔

۱۰۔ ذکا : "شاعر شیریں کلام ، خوبی التیام . . بسیار عالی طبع ، فصیح بیان، بغایت تیز ذہن بلاغت نشان داشت۔ قدرتش از بازوئے شعرش پیدا و زور طبیعتش از سخنش ہویدا" ۷۳۔

۱۱۔ سرور : شاعر زبردست ، پر قوت اشعارش یک دست۔ بامضامین برجستہ و معانی دلپسند و عبارات رنگین و الفاظ مربوط مزیب صفحہ ایام است و پسند خاطر معانی شناسان سخن رس۔ طرز شعر گوئیش باہیچ یک شاعرے نمی ماند، بہ روش خود بہ وضع معقول علیحدہ چاشنی میدارد۔ نمکینی مضمونش ذائقہ بخش کام در زبان سخن سنجان۔ غرض کہ استاد وقت خویش بود" ۷۴۔

۱۲۔ قاسم : "مرد درویش نہاد والا نژاد۔ آزاد منش پاکیزہ روش۔ زکی الطبع، صاحب فکرِ سلیم، قویم الفکر، مالک طبع مستقیم بود ... ولے شاعرے بود بسیار خوش فکر، فصیح زبان، نہایت سیر مشق، بلاغت نشان۔ زور طبعش از زاد ہائے طبع بلندش پیداست وقوت فکرش از اشعار آبدار ریختہ فکرار جمندش ہویدا۔" ۷۵۔

۱۳۔ شیفتہ : "از نکتہ سنجان مشہور است۔ بالجملہ قدرت در شاعری قوت و قدرتِ عظیم دارد۔ عمرے برسرِ مشق بودہ۔ طبعے رسا داشتہ، اشعار خوش ادا گفتہ" ۷۶۔

۱۴- ناصر: ”درویش کامل، شیریں گفتار۔ سخن میں اس کے نہایت متانت۔ ہر شعر نایاب، ہر مصرع انتخاب“ ۷۷۔

۱۵- صبا: ”در نظم فارسی و اردو مہارتے نیکو داشت“ ۷۸۔

۱۶- کریم‌الدین: ”قدرت . . . اپنی اچھی خصلت، صاحب دلی اور وفاداری میں مشہور تھا اور اکثر جلیل القدر فاضل اس کے بے تکلف دوست تھے ... یہ شخص بڑا قوی و فصیح شاعر ہے۔ اس کے شعر پرانے شاعروں کے مشابہ ہوتے ہیں، خصوصاً عبارت اس کی سلیس اور شستہ ہے۔ اس کا شعر بھی بامزہ ہے“ ۷۹۔

۱۷- نسّاخ: ”شعر گوئی میں اچھی قدرت رکھتے تھے“ ۸۰۔

۱۸- جہاں: ”شعر اچھا کہتے تھے“ ۸۱۔

۱۹- خوشگی: ”در زمرۂ شعرائے ذوی الاحترام نامی بود و درنکتہ سنجان زمان گرامی . . . سوزش عشق در سر داشتہ“ ۸۲۔

قدرت سے متعدد شعرا، نے اکتساب فیض کیا۔ ان کے گیارہ شاگردوں کے بارے میں مختصر معلومات درج کی جاتی ہیں۔

۱- انتظار: ان کا نام علی نقی اور والد کا نام اکبر علی خان سنگ ہاشمی تھا۔ انتظار دھلی کے رھنے والے تھے۔ نواب صادق علی خان مہابت جنگ کے زمانے میں دھلی سے مرشدآباد گئے اور مہابت جنگ کے دربار سے وابستہ ہوکر فراغت کلی حاصل کی۔ ۱۱۹۴ھ تک مرشدآباد میں مقیم تھے (گلشن سخن۔ مسرت افزا)۔

۲- عسکری: ان کا نام مرزا محمد عسکری تھا۔ ذات کے مغل، خوش طبع اور خوش خو آدمی تھے۔ ان کے مزاج میں ظرافت بہت تھی (خوش معرکۂ زیبا۔ عمدۂ منتخبہ۔ مجموعۂ نغز۔ گلشن بےخار)

۳- عاجز: ان کا نام غلام حیدر خاں تھا۔ عاجز نواب اعظم الدولہ میر محمد بہادر خاں سرور، مؤلف تذکرہ عمدۂ منتخبہ کے رشتے داروں میں تھے۔ وہ دھلی کے رهنے والے تھے۔ لیکن روزگار کی تلاش میں عظیم‌آباد آکر مقیم ھوگئے تھے۔ عظیم‌آباد میں انھوں نے اپنی بقیہ زندگی نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر کی صاحب عمدۂ منتخبہ نے لکھا ھے کہ حال ھی میں ان کا انتقال ھوا۔ (عمدۂ منتخبہ۔ مجموعۂ نغز۔ تذکرۂ عشقی)۔

۴- غافل: ان کا نام میر محمد علی تھا۔ ذات کے سید اور جنوبی ھند کے رهنے والے تھے۔ بنگال میں آکر مقیم ھوگئے تھے۔ نیک روش، ستودہ منش اور صاحبِ شعور انسان تھے۔ اشعار عاشقانہ دلچسپ طریقے سے لکھتے تھے۔ (عمدۂ منتخبہ۔ مجموعۂ نغز)۔

۵- گریاں: ان کا نام میر امجد علی اور والد کا نام میر اکبر علی تھا۔ دھلی کے رهنے والے تھے۔ میر حسن نے (۱۱۸۸ھ) میں انھیں جوان بتایا ھے۔ گریاں، سپاھی پیشہ تھے۔ شاید دھلی سے نکل کر لکھنؤ میں آرھے تھے کیونکہ سرور نے انھیں لکھنؤ کا باشندہ لکھا ھے۔ انھیں سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ امراللہ نے لکھا ھے کہ: "مدتوں مرشد آباد اور عظیم آباد میں رھے، اب پتا نہیں کہاں ھیں"۔ انھوں نے پہلے قدرت سے اصلاح لی اور بعد میں میر ضیا کے آگے زانوے تلمذ تہ کیا۔ (مسرت افزا۔ گلزار ابراھیم۔ گلشن سخن۔ تذکرہ شعرائے ھندی۔ عمدۂ منتخبہ)

۶- سائل: ان کا نام میر محمدی تھا۔ دھلی کے رهنے والے اور علم و فضل سے متصف تھے۔ دھلی سے ترک وطن کرکے مرشدآباد میں جا بسے تھے۔ گلزار ابراھیم کی تالیف (۱۱۹۸ھ)

کے وقت مرشدآباد ھی میں مقیم تھے (تذکرہ شعرائے ھندی۔ گلزار ابراھیم۔ گلشن سخن۔ عمدۂ منتخبہ۔ گلشن بے خار)۔

۷- منشی: ان کا نام عجائب رائے تھا۔ منشی بنگال کے باشندے تھے لیکن ترک وطن کرکے مرشدآباد میں جا بسے تھے۔ (تذکرہ شعرائے ھندی)۔

۸- مجنوں: ان کا نام حمایت علی تھا۔ دھلی کے رھنے والے تھے لیکن ترک وطن کرکے مرشدآباد آئے اور سیٹھ خوشحال چند کی مدد سے خوشحال اور فارغ البال ھوگئے۔ ۱۱۹۳ھ میں انقلاب زمانہ کے ھاتھوں ان کی مالی حالت میں تغیر واقع ھوگیا۔ مجنوں، علی ابراھیم خاں کے ملاقاتیوں میں تھے۔ انھوں نے نواب مبارک الدولہ ابن نواب میر محمد جعفر خاں ناظم بنگالہ کے حکم پر ایک ساقی نامہ تصنیف کیا تھا۔ (گلزار ابراھیم۔ مسرت افزا۔ گلشن سخن۔ تذکرۂ شعرائے ھندی)۔

۹- نیاز: ان کا نام میر افضل علی اور میر جان عرفیت تھی۔ وہ عظیم‌آباد کے رھنے والے تھے۔ چونکہ ان کی زبان میں لکنت تھی لہٰذا اپنے اشعار خود نہیں پڑھتے تھے۔ ۱۱۹۴ھ تک زندہ تھے (گلشن سخن۔ تذکرۂ عشقی)۔

۱۰- والہ: ان کا اصل نام مبارک علی تھا۔ یہ قدرت کے بیٹے تھے۔ ان کے بابت تفصیلات پیچھے گذر چکی ھیں۔

۱۱- ھمدم: یہ میر محمد حیات حسرت کے بیٹے اور عظیم‌آباد کے رھنے والے تھے۔ ھمدم ترک وطن کرکے مرشدآباد میں مقیم ھوگئے تھے۔ وہ علی ابراھیم خاں کے دوستوں میں تھے۔ ھمدم ۱۱۹۸ھ تک زندہ تھے (گلشن سخن۔ گلزار ابراھیم)۔

قدرت دھلوی نے دو دیوان یادگار چھوڑے ھیں جنھیں ھم دیوان اول اور دیوان دوم کے نام سے موسوم کرتے ھیں۔ دیوان اول کے مندرجہ ذیل نسخوں کے بارے میں معلومات ملتی ھیں:

(۱) نسخۂ انجمن :- یہ نسخہ انجمن ترقیٔ اردو پاکستان کی ملکیت ھے اور فی الحال قومی عجائب گھر کراچی میں محفوظ ھے۔ اس کا نمبر فا - ۱۷۸/۳ ھے۔ سائز ½۲۵ × ½۱۵، س م ھے۔ ۵۲، صفحات پر مشتمل یہ نسخہ معمولی خط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ھے۔ ایک صفحے میں عموماً ۱۹ سطریں ھیں۔ کاغذ دبیز و مٹیالا ھے۔ شانِ خط سے اندازہ ھوتا ھے کہ اس کی کتابت تیرھویں صدی کے وسط میں ھوئی ھوگی۔ متعدد غزلوں میں مقطعے کی جگہ خالی ھے، شاید سرخ روشنائی سے لکھنے کی غرض سے یہ جگہ خالی چھوڑی گئی تھی۔ نسخے میں کتابت کی خاصی اغلاط پائی جاتی ھیں۔ نسخۂ انجمن ناقص الاوسط بھی ھے۔ صفحہ ۲٦ کا آغاز ایک نامکمل غزل کے اس شعر سے ھوتا ھے:

بھڑک اٹھتا ھے سینے میں چراغ داغ محرومی
میں تیرہ روز جس شب بزم پروانہ میں جاتا ھوں

موجودہ صورت میں یہ غزل صرف تین اشعار پر مشتمل ھے جس میں مطلع و مقطع نہیں ھیں۔ قدرت کی متعدد غزلیں بغیر مقطعے کے تو ملتی ھیں لیکن اس کے علاوہ کوئی اور غزل مطلعے کے بغیر نہیں ملتی۔ اس غزل کا مطلع اور بقیہ شعر جس صفحے پر درج تھے غالباً وہ ضائع ھوگیا۔ نسخۂ انجمن کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں بلکہ صرف "تمام شد" تحریر ھے۔ نسخہ معمولی کرم خوردہ ھے لیکن متن محفوظ ھے۔ نسخۂ انجمن کا آغاز " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " سے

ہوا ہے اس کے معاً بعد غزلیات شروع ہوجاتی ہیں جن کا سلسلہ صفحہ ۳۸ تک جاری ہے۔ غزل کا پہلا شعر یہ ہے:

بے تابیوں سے یہ دل بے تاب رہ گیا
اپنی تپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا

غزلوں کی ردیف وار تفصیل اس طرح ہے:

ردیف الف: صفحہ ۱ تا ۱۴ — ۳۳ غزلیں — ۱۹۲ اشعار
ردیف ب: صفحہ ۱۴ — ۱ غزل — ۵ اشعار
ردیف ت: صفحہ ۱۴ تا ۱۵ — ۳ غزلیں — ۱۵ اشعار
ردیف ر: صفحہ ۱۵ تا ۱۸ — ۹ غزلیں — ۴۹ اشعار
ردیف ش: صفحہ ۱۸ تا ۱۹ — ۲ غزلیں — ۱۰ اشعار
ردیف ط: صفحہ ۱۹ — ۲ غزلیں — ۱۰ اشعار
ردیف غ: صفحہ، ۱۹ — ۱، غزل: اشعار
ردیف ف: صفحہ، ۲۰ — ۱، غزل: ۹، اشعار
ردیف ق: صفحہ، ۲۰ — ۱، غزل: ۵، اشعار
ردیف گ: صفحہ، ۲۰ — ۱، غزل: ۶، اشعار
ردیف ک: صفحہ ۲۱ — ۱، غزل: ۵، اشعار
ردیف ل: صفحہ ۲۱ تا ۲۲ — ۳، غزلیں: ۱۶، اشعار
ردیف م: صفحہ ۲۲ تا ۲۳ — ۲، غزلیں: ۱۴، اشعار
ردیف ن: صفحہ ۲۳ تا ۳۰ — ۲۱، غزلیں: ۱۱۴، اشعار
ردیف و: صفحہ ۳۰ تا ۳۲ — ۷، غزلیں: ۳۹، اشعار
ردیف ی: صفحہ ۳۲ تا ۳۸ — ۴۵، غزلیں: ۲۶۴، اشعار

غزلیات کا آخری شعر:

دل و دیں داد ہوں میں اس بت کافر کا اے قدرت
اٹھادی رسم اس دنیا سے جن نے دین و مذہب کی

صفحہ ۴۸ سے مخمسات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

پہلا مخمس: ملاؔ تو یہ کہتا ہے، ہے درس کتاب اولیٰ — صفحہ ۴۹۔ ۵، بند۔

دوسرا مخمس: نالے کو دوں اجازت گر میں ستم کا مارا — صفحہ ۴۹ تا ۵۱، ۸ بند۔

تیسرا مخمس: ڈھونڈھوں میں تجھے کیدھر اے شاھد ھرجائی — صفحہ ۵۱ تا ۵۲، ۵ بند۔

چوتھا مخمس: غم سے ھیں دست و گریباں الغیاث — صفحہ ۵۲ تا ۵۳۔ ۶، بند۔

نسخۂ انجمن: ۱۳۳، غزلوں پر مشتمل ہے جن میں ۷۵۵، اشعار ھیں۔ مندرجہ ذیل ردیفوں میں کوئی غزل نہیں ہے:

پ۔ ٹ۔ ث۔ ج۔ چ۔ ح۔خ۔ د۔ ڈ۔ ز۔ س۔ ص۔ض۔ ظ۔ ع۔ ۔

نسخۂ انجمن کے املائی خواص:

- کاتب مفرد الفاظ کو ملا کر لکھتا ہے:

گلسے (گل سے)۔ نجا (نہ جا)۔ پریشانکر (پریشان کر)۔ گلشنکی (گلشن کی)۔ دلسے (دل سے)۔ نملا (نہ ملا)۔

- گاف پر ایک مرکز لگاتا ہے:

کالیاں (گالیاں)۔ کرداب (گرداب)۔

ھائے مخلوط کو ھائے ملفوظی سے لکھتا ہے:

تمہیں (تمھیں) — سوکہی (سوکھی)

- یائے مجہول و یائے معروف کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتا ہے۔
- ٹ، پر چار نقطے لگائے گئے ھیں۔

ٹاٹ (ٹاٹ) — ہاٹ (ہاٹ)

دیوان قدرت کی تدوین کے دوران ہم نے نسخۂ انجمن ترقیٔ اردو، پاکستان کے لیے "ان" کا مخفف استعمال کیا ہے۔

(ii) نسخۂ بوڈلین: دیوان قدرت کا یہ نسخہ کتب خانۂ بوڈلین (آکسفرڈ۔ برطانیہ) میں محفوظ ہے۔ اس نسخے کا نمبر ۲۳۲۸ (۲۱) ہے۔ یہ دیوان ایک مجموعے میں ورق ۲۰۹ سے ۲۵۶ تک ہے۔ $9\frac{3}{4}\times11\frac{3}{4}$ سائز کا یہ نسخہ اوسط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ لوح پر "دیوان قدرت" اور اس کے نیچے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تحریر ہے۔ یہ نسخہ ۸۱، صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب نے غلطی سے جعفر علی خاں حسرت کا قصیدہ: "فکر میں رات پلک سے نہ لگی میری پلک" بھی دیوانِ قدرت میں شامل کردیا ہے۔ کاتب کم سواد ہے اور اس نے متعدد اغلاط نسخے میں داخل کردی ہیں۔ صفحہ ۱۱۵ پر یہ ترقیمہ درج ہے:

"تمام شد دیوان شاہ قدرت اللہ متخلص بقدرت۔ تاریخ بست و یکم شہر رمضان المبارک بروز سہ شنبہ در سنہ ۱۲۴۰ ھجریہ نبویہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ کتبہ المذنب سید برکت علی غفرلہ، در بلدۂ عظیم آباد باتمام رسانیدہ۔"

دیوان کا آغاز غزلیات سے ہوتا ہے۔ پہلا شعر یہ ہے:

بے تابیوں سے یہ دل بے تاب رہ گیا
اپنی تپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا

غزلوں کی ردیف وار تفصیل درج ذیل ہے:

ردیف الف: صفحہ ۱، تا ۱۸ — ۲۸، غزلیں: ۱۶۲، اشعار
ردیف ب: صفحہ ۱۸، تا ۱۹ — ۱، غزل: ۵، اشعار
ردیف ت: صفحہ ۱۹، تا ۲۰ — ۳، غزلیں: ۱۵، اشعار

ردیف ر: صفحہ ۲۰ تا ۲۵ — ۷ غزلیں: ۳۸ اشعار
ردیف ش: صفحہ ۲۵ تا ۲۶ — ۲ غزلیں: ۱۰ شعار
ردیف ط: صفحہ ۲۶ تا ۲۷ — ۲ غزلیں: ۱۰ اشعار
ردیف غ: صفحہ ۲۷ تا ۲۸ — ۱ غزل: ۴ اشعار
ردیف ف: صفحہ ۲۸ — ۱، غزل: ۹ اشعار
ردیف ق: صفحہ ۲۹ — ۱، غزل: ۵ اشعار
ردیف گ: صفحہ ۲۹ تا ۳۰ - ۱، غزل: ۶، اشعار
ردیف ک: صفحہ ۳۰ — ۱، غزل: ۵، اشعار
ردیف ل: صفحہ ۳۰ تا ۳۲ — ۳، غزلیں: ۱۶، اشعار
ردیف م: صفحہ ۳۲ تا ۳۳ — ۲، غزلیں: ۱۴، اشعار
ردیف ن: صفحہ ۳۳ تا ۴۴ — ۱۸، غزلیں: ۹۵، اشعار
ردیف و: صفحہ ۴۴ تا ۴۸ — ۷، غزلیں: ۴۸، اشعار
ردیف ی: صفحہ ۴۸ تا ۴۷ — ۴۰، غزلیں: ۲۳۹، اشعار
آخری شعر یہ ہے:

اے نسیم صبح ان زلفوں کو تو جنبش نہ دے
طالع بیدار قدرت یاں رہین خواب ہے

نسخۂ بوڈلین ۱۱۸، غزلوں پر مشتمل ہے جن کے مجموعی اشعار کی تعداد ۶۷۱، ہے۔ مندرجہ ذیل ردیفوں میں کوئی غزل نہیں ہے۔

پ۔ ٹ۔ ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ د۔ ڈ۔ ڑ۔ ز۔ س۔ ص۔ ض۔ ظ۔ ع۔ ہ۔

مخمسات: صفحہ ۴۷ سے ۸۱، تک چار مخمس درج ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔ ملا" تو یہ کہتا ہے، ہے درس کتاب اولیٰ۔ ص ۴۷ تا ۷۵-۵، بند۔
۲۔ نالے کو دوں اجازت گر میں ستم کا مارا۔ ص ۷۵ تا ۷۷-۸، بند۔

۳ - ڈھونڈوں میں تجھے کیدھر اے شاھد ھرجائی۔ ص ۷۷ تا ۷۹، ۷ بند۔
۴ - غم سے ھیں دست و گریباں الغیاث۔ ص ۷۹ تا ۸۱ - ۱۰، بند۔

املائی خصوصیات :

- یائے معروف و یائے مجہول کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کیا گیا ھے۔
- کاف فارسی و کاف تازی دونوں پر ایک ھی مرکز لگایا گیا ھے۔
- پیش کو واؤ لکھ کر ظاھر کیا گیا ھے۔ مثلاً: اوتر (اتر) اوس (اس) اون نے (ان نے)۔
- ٹ پر چار نقطے لگائے گئے ھیں مثلاً: ٹک۔ ٹکڑے۔
- ھائے مخلوط کو ھائے ملفوظی سے لکھا گیا ھے۔
- کہیں کہیں "ڈ" پر بھی چار نقطے لگائے گئے ھیں مثلاً: ڈھونڈ۔ ڈر۔
- مفرد الفاظ کو مرکب کر کے لکھا گیا ھے مثلاً: پیتا ہیونسے (پیتا ہیوں سے)۔ نچل (نہ چل)۔ کنجشکسے (کنجشک سے)۔ رھیگا (رھے گا)۔ جیکے (جی کے)۔

دیوان قدرت کی تدوین میں ھم نے نسخۂ بوڈلین کے لیے "بل" مخفف اختیار کیا ھے۔

(iii) نسخۂ ایشاٹک سوسائٹی: دیوان قدرت کا یہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ کے کتب خانے میں محفوظ ھے جہاں اس کا فہرست نمبر ۵۶۔ لائبریری نمبر ۵۳ ھے۔ اس کا سائز ۲۲×۱۳، س.م ھے۔ یہ نسخہ ۳۵، صفحات پر مشتمل ھے (اشپرنگر سے صفحات شماری میں سہو ھوا اور اس نے صفحات کی تعداد ۳۳، لکھی ھے۔ رک: شاھان اودھ کے کتب خانے، ص: ۶۳۲)۔ ایک صفحے پر عموماً تیرہ اشعار درج کیے گئے ھیں۔ یہ نسخہ بہت اھتمام سے لکھا گیا ھے۔ سرلوح طلائی ھے اور مختلف رنگوں سے اس میں پھول پتیاں بنائی گئی ھیں۔ جدولیں بھی طلائی ھیں۔ ایک بیت کے دو مصرعوں کے درمیان بھی نیلی اور سرخ لکیریں ھیں۔ باریکا سرخ ھے۔ لوح

کے نیچے خوبصورت نقش و نگار کے مابین عمدہ نستعلیق میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تحریر کیا گیا ہے۔ پورے نسخے میں جدولوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ عمدہ نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ نسخہ خاصا کرم خوردہ ہے۔ ماضی میں اس کے متعدد مقامات پر بٹر پیپر سے چٹ بندی کی گئی، جس کی وجہ سے مرمت شدہ مقامات دھندلے ہو گئے ہیں جنھیں پڑھنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ کتابت قیاساً تیرھویں صدی کے اوائل کی ہے۔ نسخے پر کہیں بھی تاریخ کتابت یا ایسی تحریر نہیں ملتی جس سے صحیح تاریخ کتابت کا تعیّن کرنے میں مدد مل سکے اور نہ ہی کاتب نے کہیں اپنا نام لکھا ہے۔ نسخے کے آغاز و اختتام پر دو دو سیاہ بیضوی مہریں ثبت ہیں جن میں "Asiatic Society" درج ہے۔ صفحہ ۱۱ پر ایک باریک مہر ثبت ہے جس میں "Asiatic Society of Bengal" درج ہے۔ آخری صفحے پر آخری شعر کے نیچے ایک بڑی سیاہ بیضوی مہر ثبت ہے، جس میں "کتاب کالج فورٹ ولیم" درج ہے۔ دیوان قدرت کا یہ نسخہ صرف غزلیات پر مشتمل ہے۔ نسخے کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

جز نقش پا جہاں کہ یہ مجبور رہ گیا
طاقت بھی وہاں سے چل گئی مقدور رہ گیا

غزلوں کی ردیف وار تفاصیل اس طرح ہیں:

ردیف الف: صفحہ ۱، تا ۹ — ۲۰، غزلیں: ۱۰۵، اشعار۔

ردیف ب: صفحہ ۹ تا ۱۰ — ۱، غزل: ۵، اشعار۔

ردیف ت: صفحہ ۱۰ تا ۱۱ — ۲، غزلیں: ۱۰، اشعار۔

ردیف ر: صفحہ ۱۱ تا ۱۲ — ۴ غزلیں: ۲۲، اشعار۔

ردیف ش: صفحہ ۱۲ تا ۱۳ — ۱، غزل: ۵ اشعار۔

ردیف ق: صفحہ ۱۳ — ۱، غزل: ۵، اشعار۔

ردیف ق : صفحہ ۱۳ — ۱ ، غزل : ۵ ، اشعار۔

ردیف م : صفحہ ۱۴ تا ۱۵ — ۲ ، غزلیں : ۱۵ ، اشعار۔

ردیف ن: صفحہ ۱۵ تا ۲۰ — ۱۲، غزلیں : ۶۲، اشعار۔

ردیف و: صفحہ ۲۰ تا ۲۲ — ۶، غزلیں : ۳۱، اشعار -

ردیف ی: صفحہ ۲۲ تا ۳۵ — ۲۴، غزلیں ۱۴۰، اشعار

اس نسخے کا آخری شعر یہ ہے :

اگر آرام چاہے ہے تو کر ترک ہوس قدرت
نہ کر اندیشۂ اسکندری مت ڈھونڈ دارائی

یہ نسخہ ۷۴؍ غزلوں پر مشتمل ہے، جن کے مجموعی اشعار کی تعداد ۴۰۵، ہے۔ مندرجہ ذیل ردیفوں میں کوئی غزل نہیں ہے:

پ۔ ٹ۔ ث۔ ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ د۔ ڈ۔ ڑ۔ ز۔ س۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ک۔ گ۔ ل۔ ہ۔

اس نسخے کا کاتب بہت محتاط اور درست قلم تھا۔ نسخے میں کتابت کی صرف دو غلطیاں ملتی ہیں:

(الف) مرہم تازہ سے ناسور "کہیں" چھوٹے ہے (یہاں "کہن" ہونا چاہیے تھا، دوسرے نسخوں میں ایسا ہی ہے)۔

(ب) جیسے صیاد کے "ہاتھوں" سے جگر چھوٹے ہے (یہاں "ہاتھوں" ہونا چاہیے تھا)۔

معیار کتابت اور درستیٔ مضامین کے لحاظ سے یہ نسخہ دیوان قدرت کے بقیہ تمام نسخوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

املائی خصوصیات :

- کاف تازی پر مرکز کے بجائے "ء" کا نشان بنایا گیا ہے۔
- ہائے آویزہ کو دوچشمی "ھ" سے لکھا گیا ہے۔
- کہیں ہائے مخلوط کو حذف کردیا گیا ہے: مجسا (مجھ سا)

- ہائے مختفی سے لکھے جانے والے بعض الفاظ کو الف مقصورہ سے تبدیل کردیا ہے: فتنا (فتنہ)۔
- تائے ثقیلہ پر دو نقطے بھی لگائے ہیں۔
- ڑ پر دو مرکز بنائے گئے ہیں: ٛر۔
- یائے معروف و مجہول کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔
- پیش کو واؤ لکھ کر ظاہر کیا گیا ہے: او تنا (اتنا)۔
- مفرد الفاظ کو مرکب لکھا گیا ہے: ایوای (اے وائے)۔

بیحساب (بے حساب)۔ ھمپر (ھم پر)۔ ندی (نہ دی)۔ ابتو(اب تو)۔ تدوین متن کے دوران اس نسخے کے لیے "اش" کا مخفف اختیار کیا گیا ہے۔

(IV) نسخۂ شاہان اودھ:۔ اشپرنگر نے اطلاع دی ہے کہ دیوان قدرت کا ایک نسخہ شاہان اودھ کے کتب خانوں میں تھا۔ یہ نسخہ صرف غزلیات پر مشتمل تھا (شاہان اودھ کے کتب خانے، ص، ۶۳۲ - بحوالہ، جائزۂ مخطوطات، مشفق خواجہ، ص، ۶۲۵)۔ اس نسخے کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے:

جز نقش پا جہاں کہ یہ مجبور رہ گیا
طاقت بھی وہاں سے چل گئی مقدور رہ گیا

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اشپرنگر سے کہیں تسامح ہوا ہے وگرنہ نسخۂ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ اور نسخۂ شاہان اودھ، دراصل ایک ہی ہیں۔ چونکہ دونوں نسخوں کے مندرجات اور ابتدائی شعر میں یکسانیت پائی جاتی ہے، اس بات سے بھی ہمارے قیاس کو تقویت ملتی ہے۔ ایک بات اور: کتب خانہ ہائے شاہان اودھ کے بیشتر نسخے مطلا، مذہب اور نہ صرف نقش و نگار سے مزین ہوتے تھے بلکہ ان میں شان خط کا بھی بدرجہ اتم اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس

لحاظ سے بھی "اش" اور نسخۂ شاهان اودھ میں مماثلت کا ایک اور پہلو نکلتا ہے۔

---

(۷) نسخۂ قاضی عبدالودود :- دیوان قدرت کا ایک نسخہ قاضی عبدالودود کے پاس بھی تھا۔ انھوں نے اس نسخے کی اطلاع ایک مکتوب میں مشفق خواجہ کو فراہم کی تھی لیکن عدم فراهمی تفاصیل کی وجہ سے مشفق خواجہ نے نسخۂ قاضی عبدالودود کے بارے میں مزید معلومات درج نہیں کی هیں (جائزۂ مخطوطات ص : ۶۲۵) ڈاکٹر مختارالدین احمد نے راقم کے نام ایک مکتوب میں نسخۂ قاضی عبدالودود کی توثیق کی ہے، لیکن اس کی تفصیلات سے وہ بھی آگاہ نہیں۔

دیوان دوم :- قدرت کے دیوان دوم کا واحد خطی نسخہ قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی کے ذخیرۂ مخطوطات میں ہے۔ اس کا نمبر N.M.1961ء1393 ہے۔ یہ نسخہ 12x22 س۔م سائز کے ۳۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ سطور کی فی صفحہ تعداد متعیّن نہیں ہے، کسی صفحے پر ۱۴، کسی پر ۲۲ اورکسی پر ۱۷ سطریں هیں۔ آغاز سے صفحہ ۲۶، تک یہ مخطوطہ عمدہ نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔ صفحہ ۲۷، سے اسی کاتب نے قلم سنبھال کر لکھنے کے بجائے نستعلیق رواں میں لکھنا شروع کردیا یہ صورت صفحہ ۳۲، تک جاری رهی لیکن مذکورہ صفحے سے آخر تک اسے قدرت نے اپنے قلم سے نستعلیق شکستہ آمیز خط میں لکھا ہے۔ اس نسخے میں جابجا ترامیم و اضافے کیے گئے هیں۔ قدرت نے کاتب کے لکھے ہوئے مسودے هی میں ترمیم نہیں کی ہے بلکہ خودنوشتہ متن میں بھی ترمیم و اصلاح کی ہے۔ ترمیم و اصلاح کے اس عمل میں انھوں نے یہ صورت اختیار کی ہے کہ بعض غزلوں میں تو ایک یا چند اشعار نئے داخل کیے هیں۔ بعض جگہوں پر پوری

غزل نئی لکھی گئی ھے۔ بعض مقامات پر ایک مصرع تبدیل کیا گیا ھے اور بعض مقامات پر کسی مصرعے کا ایک آدھ لفظ تبدیل کیا گیا ھے۔ ترمیم و اصلاح کے اس عمل میں قدرت نے متعلقہ ردیفوں کا خیال نہیں رکھا ھے بلکہ جہاں جگہ ملی وھاں نیا شعر لکھ دیا گیا ھے۔ اصل اور ترمیم شدہ متن کی چند مثالیں درج کی جاتی ھیں۔

اصل : کم اس قدر ھوا ھے دیوانو مجھے جنوں
ڈھونڈے ھے پھر بہار میں لیکر چراغ گل

ترمیم : گم اس قدر ھوا ھے کہ یارو میں ایک عمر
ڈھونڈا جہاں میں پر نہیں پایا سراغ دل

اصل : مزا جو مرگ بسمل کا تڑے دیکھے مرے گلرو
وھیں رکھ دے سر حسرت دم شمشیر پر بلبل

ترمیم : مزا جو مرگ میں دیکھے ترے بسمل کا اے گلرو
سر حسرت ووھیں رکھ دے دم شمشیر پر بلبل

اصل : حلاوت بخش دل اب تک ھے قدرت کا سخن اب تک

ترمیم : کہ بخشے ھے حلاوت دل کو قدرت کا سخن اب تک

صفحہ ۲۲، سے لے کر آخر تک کے متن کا خط اور ترامیم و اضافوں کا خط یکساں ھے لہٰذا یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ھے کہ اس مخطوطے کا بیش تر حصہ خود قدرت کے قلم کا مکتوبہ ھے۔ اس مخطوطے کا کاغذ باریک اور مٹیالا ھے جس پر سیاہ روشنائی سے متن تحریر کیا گیا ھے۔ نسخہ نہایت کرم خوردہ اور خستہ حالت میں ھے۔ نسخے کو مزید خستگی سے محفوظ کرنے کی غرض سے تقریباً پچاس ساٹھ برس پیشتر اس کے اوراق کی حوضہ بندی و چٹ بندی کی گئی تھی۔ اس عمل کے بعد نسخے کی شمارہ بندی بھی کی

گئی تھی اس شمارہ بندی میں غلطی کی وجہ سے مخطوطے کی ترتیب بدل گئی۔ نسخے کے موجودہ ورق ۲۲ کو آخری ورق ہونا چاہیے تھا۔ (راقم کے توجہ دلانے پر قومی عجائب گھر کے کارکنان نے تین برس پہلے اس نسخے کو جدید طریقے کے مطابق محفوظ کرنے کا کام شروع کیا تھا۔)

قومی عجائب گھر کے اس نسخے کے پہلے صفحے پر لوح کی جگہ ''کلیم بلیغ زبان'' کے الفاظ تحریر ہیں۔ اس کے پہلو میں ''کلام قدرت اللہ قدرت ۱۲۰۳'' درج ہے۔ اسی عبارت کے نیچے فارسی کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

در جواہر خانۂ آں کردگار
... سلیمان ... زلیخا لیل و نہار

[کرم خوردہ مقام پر ... نقطے لگادیے گئے ہیں اور جہاں بھی نقطے ہوں کرمخوردہ مقام کی نشاندہی کریں گے]

دوسرے صفحے کے آغاز میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تحریر ہے۔ اس کے نیچے سے غزلیات کا آغاز ہوتا ہے۔ غزل کا پہلا شعر یہ ہے:

کھلے کب حسن پر اس یار کے دیدہ دو عالم کا
ہے جس کے باغ میں خورشید ہر یک قطرہ شبنم کا

رکھے کب تاب اوس دیدار کی دیدہ دو عالم کا
چمن میں جس کے ہے خورشید بھی یک قطرہ شبنم کا

اختتام: جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ موجودہ صورت میں اس مخطوطے کے اوراق کی ترتیب غلط ہے۔ لہٰذا پہلے موجودہ ترتیب اور پھر صحیح ترتیب کے مطابق اختتامیہ کلام درج کیا جاتا ہے۔

موجودہ غلط ترتیب: دہن دشمن کانت شیرین ہے میری کرامت سے
بجا ہے شان کو میری جو شان انگبیں باندھے

نہیں قدرت جو کوئی حرف باہر ہو احاطے سے
نقش نگیں باندھے ....
ہوا ہے منکشف ....
مجھ کو شور بلبل ....

صحیح ترتیب: آنکھوں میں جلے دل کی کب خواب ٹھہرتا ہے
آتش کے کہیں منہ پر سیماب ٹھہرتا ہے
کھٹک سی ہے سدا کچھ روز وشب خونخوار پہلو میں
ہوا اس دل کے ہاتھوں اک نیا آزار پہلو میں

اس نسخے میں پانچ ردیفوں یعنی ٹ، ڈ، ژ، ظ اور ق کے علاوہ بقیہ تمام ردیفوں میں غزلیات ہیں۔ آخری ورق پر چھے رباعیاں اور چند متفرق اشعار درج ہیں۔

غزلوں کی ردیف وار تفصیل اس طرح ہے۔

ردیف الف : ص، ۱ تا ۱۲ — ۲۳ غزلیں
ردیف ب : ص، ۱۲ تا ۱۳ — تین غزلیں
ردیف ت : ص، ۱۳ — ایک غزل
ردیف ث : ص، ۱۴ — ایک غزل
ردیف چ : ص، ۱۴ تا ۱۶ — چار غزلیں
ردیف ج : ص، ۱۶ — ایک غزل
ردیف ح : ص، ۱۷ تا ۱۸ — تین غزلیں
ردیف خ : ص، ۱۸ تا ۱۹ — دو غزلیں
ردیف د : ص، ۱۹ تا ۲۰ — تین غزلیں
ردیف ر : ص، ۲۰ تا ۲۲ — چھے غزلیں
ردیف ز : ص، ۲۱ — ایک غزل
ردیف س : ص، ۲۲ تا ۲۴ — چار غزلیں
ردیف ش : ص، ۲۴ تا ۲۵ — دو غزلیں

ردیف ص : ص، ۲۵ — ایک غزل

ردیف ع : ص، ۲۵ — ایک غزل

ردیف غ : ص، ۲٦ — دو غزلیں

ردیف ف : ص، ۲٦ تا ۲۷ — دو غزلیں

ردیف ق : ص، ۲۷ تا ۲۸ — تین غزلیں

ردیف ک : اس ردیف کی غزلیں متفرق صفحات پر درج ھیں جن کی تفصیل اس طرح ھے :

ص، ۲۸ تا ۳۱ = پانچ غزلیں — ص، ۳۱ تا ۳۴ = سات غزلیں

ردیف گ : اس ردیف کی غزلیں بھی متفرق صفحات پر درج ھیں جن کی تفصیل اس طرح ھے :

ص، ۳۱ تا ۳۲ = دو غزلیں — ص، ۳۳ = ایک غزل

ردیف ل : ص، ۳۵ تا ۳۷ — سات غزلیں

ردیف م : ص، ۳۷ تا ۳۸ — تین غزلیں

ردیف ن : ص، ۳۸ تا ۴٦ — سترہ غزلیں

ردیف و : ص، ۴٦ تا ۵۰ — سات غزلیں

ردیف ہ : ص، ۵۰ تا ۵۲ — تین غزلیں

ردیف ی : ص، ۵۲ تا ۷۳ — اڑتیس غزلیں

اس فہرست میں متفرق ردیفوں کے مفرد اشعار شامل نہیں کیے گئے ھیں، قدرت نے غلطی سے دیوان اول کے متعدد اشعار زیر نظر مخطوطے میں لکھ دیے ھیں۔ اس طرح کے چند اشعار بطور مثال درج کیے جاتے ھیں۔

دل پُر داغ ھے اور حسرت پا بوسی ھے
دست امید ھے اور دامن مایوسی ھے
دل گم گشتہ خبردار کہ یاں سینے میں
تیر بیداد سدا در پئے جاسوسی ھے

سینہ اس کا ھے دل اس کا ھے جگر اس کا ھے
تیرِ بیداد جدھر رو کرے گھر اس کا ھے
لخت دل نوک مژہ پر نہ سمجھ اے ھمدم
تخم غم دل میں جو بویا یہ ثمر اس کا ھے
اشک اب آنے ستی کچھ تھم رھے
لختِ دل مژگاں پہ شاید جم رھے
اب تو اس منزل سے نئیں اٹھتے قدم
مہرباں آگے چلو تم، ھم رھے

املائی خصوصیات :- چونکہ اس نسخے کا بیشتر حصہ قدرت کے قلم کا مکتوبہ ھے، لہٰذا اس کے مطالعے سے ان کے طریقۂ تحریر اور طرز املا کے بابت حاصل ھونے والی معلومات کو اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ھے :

- مفرد الفاظ کو مرکب لکھا گیا ھے۔ مثلاً : یکقطرہ (یک قطرہ)۔ نہوئی (نہ ھوئی) ۔ قاتلکو (قاتل کو)۔
- مرکب الفاظ کو مفرد لکھا گیا ھے۔ مثلاً : خود بین نو (خود بینوں)۔
- ھائے مخلوط سے لکھے جانے والے الفاظ کو ھائے مختفی سے لکھا گیا ھے۔
- ھائے مخلوط کو الف مقصورہ سے تبدیل کردیا گیا ھے۔ مثلاً : معجسا (معجھ سا)۔
- کہیں کہیں ھائے مخلوط اور ھائے ھوز کو جمع کردیا گیا ھے۔
- یائے معروف ویائے مجہول کے مابین کوئی امتیاز نہیں کیا گیا ھے۔
- پیش کو واؤ لکھ کر ظاھر کیا گیا ھے۔ مثلاً : اوس۔ او تنا۔
- ڑائے ثقیلہ پر چار نقطے لگائے گئے ھیں۔ مثلاً : تھرتا۔

● نون غنہ پر نقطہ لگایا گیا ہے۔ مثلاً: جہاں (جہاں) تہاں (تہاں) یہاں (یہاں) وغیرہ۔

تدوین متن میں ایک طریقہ بہت معروف ہے وہ یہ کہ کسی ایک نسخے کو بنیاد بنا کر بقیہ نسخوں کے اختلافات حواشی میں درج کردیے جاتے ہیں۔ گو کہ یہ طریقہ نہایت سہل ہے اور مدوّن کو زیادہ مغزماری بھی نہیں کرنا پڑتی تاہم اس طریقے میں مضمر نقائص اور ان کے غلط نتائج سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ راقم نے دیوان قدرت کے متن کی تدوین میں اس روایتی طریقے سے گریز کرتے ہوئے اختلافی مقامات پر شعر کے مفہوم و معنی، شعر کی کیفیت، شعر کے تقاضے، شعری روایات، اس عہد کی لفظیات اور مصنف کے مخصوص انداز بیان وغیرہ کو ملحوظ رکھ کر حتمی لفظ کا تعین کیا ہے۔

راقم نے دیوان قدرت کی تدوین میں املا کی مندرجہ ذیل صورتوں کو اختیار کیا ہے:

۱- یہاں اور وہاں کو جدید املا کے مطابق یاں اور واں سے تبدیل کردیا گیا ہے۔ صرف انھی مقامات پر قدیم املا کی پیروی کی گئی ہے جہاں شعری ضروریات اس کی متقاضی تھیں۔

۲- نہیں اور وہیں کو نیں اور وہیں سے تبدیل کردیا گیا ہے۔ یہاں بھی ضروریات شعری کے لحاظ سے بعض مقامات پر قدیم املا کی پیروی کی گئی ہے۔

۳- کیدھر، اودھر اور ایدھر وغیرہ کو کدھر، اُودھر، اِدھر لکھا گیا ہے۔

۴- جونہیں، وونہیں اور یونہیں وغیرہ کو جوں ھی، ووں ھی اور یوں ھی لکھا گیا ہے۔

۵- تجھی، مجھی وغیرہ کو تجھ ھی، مجھ ھی لکھا گیا ھے۔

۶- زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ بعض الفاظ سے ھائے مخلوط حذف ھو گئی ھے۔ مثلاً: تڑپھ وغیرہ۔ ھم نے ایسے الفاظ کو جدید املا کے مطابق لکھا ھے۔

حواشی

۱- نکات الشعراء، ۱۵۳، ریختہ گویاں: ۱۲۶، روز روشن: ۶۵۲-

۲- مجموعہ نغز: ص، ۱۲۳-

۳- گلشن بے خار: ص، ۴۲۳-

۴- مجمع الانتخاب: ص، ۹۶-

۵- یادگار الشعراء: ص، ۱۳۸-

۶- طبقات الشعرائے ھند: ص، ۱۶۳-

۷- سخن شعراء: ص، ۳۸۳-

۸- تذکرہ بے جگر، قلمی: انڈیا آفس لائبریری، مائکرو فلم مملوکہ راقم، ورق ۱۴۲، ب-

۹- مخزن نکات: ص، ۱۶۱-

۱۰- شاہ قدرت اللہ قدرت (مقالہ): مشفق خواجہ، ص، ۴-

۱۱- مخزن نکات، (مقدمہ): ص، ۱۵-

۱۲- مسرت افزا: ص، ۱۷۱-

۱۳- مجموعہ نغز: ص، ۱۲۳-

۱۴- عیار الشعرا، قلمی: انڈیا آفس، عکس در کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، بحوالہ شاہ قدرت اللہ قدرت (مقالہ)۔

۱۵- مسرت افزا: ص، ۱۹۳- ابوالحسن امراللہ نے اس تذکرے کا آغاز اپنے قیام مرشدآباد [۱۱۹۲ھ] کے دوران کیا اس نے قدرت سے وھیں ملاقات کی اور اپنے تذکرے کے لیے اشعار طلب کیے۔

اس نے قدرت کا ترجمہ ۱۱۹۲ھ میں قدرت کی زبانی سن کر لکھا۔ لہٰذا ترک وطن کی دوسری وجہ بھی قدرت ہی کی بیان کردہ ہوگی۔

۱۶۔ تذکرہ شعرائے ہندی: ص، ۲۳۵۔

۱۷۔ مثنویات میر حسن: ص، ۱۰۔

۱۸۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے میر حسن کے تذکرے کے ایک اہم قلمی نسخے کو شائع کیا ہے، جس کا ترقیمہ یوں ہے:
"الحمد للہ والمنۃ کہ این تذکرہ من تالیف حقیر فقیر پروردہ آغوش رنج و محن، یک ہزار یک صد و ہشتاد ہجری با تمام رسید" تذکرۂ شعرائے ہندی: ص، ۳۶۶۔

۱۹۔ تذکرۂ شورش: ص، ۳۴۸۔

۲۰۔ قدرت نے عظیم آباد کا سفر ایک سے زیادہ مرتبہ کیا اور جب ۱۱۹۱ھ میں شورش سے ان کی ملاقات ہوئی تو غالباً وہ دوسری مرتبہ عظیم آباد آئے تھے، کیونکہ میرحسن کے بیان کے مطابق وہ ۱۱۸۸ھ سے قبل مرشد آباد پہنچ گئے تھے۔

۲۱۔ تذکرۂ شعراء: ص، ۱۹۱۔ تذکرۂ طبقات سخن، قلمی نسخہ در برلن، مائکرو فلم مملوکہ راقم تذکرہ روز روشن: ص، ۶۵۲۔

۲۲۔ گلشن بے خار: ص، ۴۲۳۔

۲۳۔ تذکرہ شعرائے ہندی: ص، ۲۳۵۔

۲۴۔ مسرت افزا (قاضی عبدالودود): ص، ۸۔

۲۵۔ نسخۂ دلکشا: ص، ۱۹۳۔

۲۶۔ گلزار ابراہیم: ص، ۳۶۰۔

۲۷۔ گلشن سخن: ص، ۱۹۲۔

۲۸- روز روشن : ص ، ۶۵۲ -

۲۹- گلشن ہند (علی لطف): ص ، ۱۹۸ -

۳۰- مسرت افزا: ص ، ۱۹۳ -

۳۱- روز روشن: ص، ۶۵۲ -

۳۲- شاہ قدرت‌اللہ قدرت (مقالہ): ص، ۹ -

۳۳- تاریخ ادب اردو ، جلد دوم، حصہ دوم: ص ، ۹۰۹ -

۳۴- گلشن ہند: ص ، ۱۹۸ -

۳۵- گلشن سخن : ص ، ۱۹۲ -

۳۶- گلشن ہند (حیدری): ص ، ۸۱ -

۳۷- اسراللہ اور حیدری نے انہیں جوان لکھا ہے - حیدری نہ تو ان کے معاصرین میں تھے اور نہ ہی ان کی ملاقات ہوئی تھی لہٰذا وہ خارج از بحث ہیں - باقی رہے اسراللہ ، تو اس سلسلے میں ان کا بیان یہ ہے : "مبارک علی والہ تخلص، شاہ قدرت‌اللہ کے بیٹے ہیں - جوان والا نژاد ہیں- تذکرے کی تالیف کے وقت سننے میں آیا کہ والا تخلص ہے - اس کے بعد نواب‌علی ابراہیم سے تحقیق ہوا کہ والہ تخلص ہے - واللہ اعلم باصواب" (ص، ۵۰) - اس بیان میں اسراللہ نے صاف اقرار کیا ہے کہ انہوں نے کسی سے سن کر والہ کا ترجمہ تحریر کیا- والہ کے سلسلے میں اسراللہ کی معلومات کا ماخذ گلزار ابراہیم ہے اور گلزار ابراہیم میں والہ کے جوان ہونے کے بابت کچھ مذکور نہیں -

۳۸- تذکرۂ شعرائے ہندی : ص ، ۳۱۱ -

۳۹- گلزار ابراہیم : ص ، ۳۶۰ -

۴۰- گلشن سخن : ص ، ۲۵۶ -

۴۱- گلزار ابراہیم : ص، ۳۶۰ - گلشن سخن: ص، ۲۵۶ -

۴۲۔ گلزار ابراهیم : ص ، ۳۶۰۔
۴۳۔ مسرت افزا : ص ، ۲۵۶ ۔
۴۴۔ تذکرۂ عشقی ، دوم ، ص : ۱۴۹۔
۴۵۔ عمدۂ منتخب: ۵۴۶، مجموعۂ نغز: ۱۰۰، تذکرہ شعرائے هندی: ۲۱۵، تذکرۂ عشقی: ۱۴۹، شمیم سخن: ۱۸۷۔
۴۶۔ مجموعۂ نغز: ۱۲۳۔ عمدۂ منتخبہ: ۵۲۶ - سخن شعرا: ۳۸۳۔ شمیم سخن: ۱۸۷۔ ازم سخن، ۶۹۔ طور کلیم: ۸۰ ۔
۴۷۔ شاہ قدرت‌اللہ قدرت (مقالہ): ص، ۱۵ ۔
۴۸۔ ایضاً۔
۴۹۔ تذکرہ شعرائے هندی: ص، ۲۳۵ ۔
۵۰۔ گلزار ابراهیم: ص، ۳۵۹۔
۵۱۔ گلشن هند: ص، ۱۹۸۔
۵۲۔ تذکرۂ عشقی، دوم: ص ، ۱۴۹۔
۵۳۔ ریاض الوفاق: ص، ۷۷۔
۵۴۔ ایضاً۔
۵۵۔ روز روشن: ص ، ۶۵۲ ۔
۵۶۔ گلشن سخن: ص ، ۱۹۶۔
۵۷۔ شاہ قدرت‌اللہ قدرت (مقالہ): ص ، ۲۱۔
۵۸۔ گلشن سخن: ص ، ۱۶
۵۹۔ گلشن هند: ص ، ۱۹۸۔
۶۰۔ طبقات الشعرائے هند: ص، ۱۶۳۔
۶۱۔ سخن شعراء: ص ، ۳۸۳۔ قطعۂ منتخب: ص، ۱۲۸۔
۶۲۔ گلشن هند (حیدری): ص ، ۸۱ ۔
۶۳۔ نکات الشعراء : ص ، ۱۵۳۔

۶۴- ریختہ گویاں : ص ، ۱۲۶-
۶۵- مسرت افزا : ص، ۱۹۳-
۶۶- گلزار ابراھیم: ص ، ۳۵۹-
۶۷- تذکرۂ عشقی : ص ، ۱۳۹-
۶۸- گلشن سخن : ص ، ۱۹۲-
۶۹- تذکرہ شعرائے ھندی : ص ، ۲۳۵-
۷۰- تذکرۂ شورش : ص ، ۱۴۸-
۷۱- تذکرۂ شعراء : ص ، ۱۳۸-
۷۲- گلشن ھند : ص ، ۱۹۸-
۷۳- عیار الشعراء : بحوالہ ، شاہ قدرت اللہ قدرت (مقالہ)، ص، ۱۷-
۷۴- عمدۂ منتخبہ : ص ، ۵۲۶، ۹۴۳-
۷۵- مجموعۂ نغز، دوم : ص ، ۱۲۳-
۷۶- گلشن بے خار : ص، ۴۲۳-
۷۷- خوش معرکۂ زیبا ، جلد اول : ص ، ۱۷۶-
۷۸- روز روشن : ص ، ۶۵۲-
۷۹- طبقات الشعرائے ھند : ص ، ۱۶۳-
۸۰- سخن شعراء : ص، ۳۸۳-
۸۱- دیوانِ جہاں ، ص: ۱۹۴-
۸۲- گلشن ھمیشہ بہار : ص، ۲۵۷-

ماخذات

۱- ابو الحسن امراللہ الہ آبادی : تذکرۂ مسرت افزا، مرتبہ قاضی عبدالودود - مطبوعہ پٹنہ -

۲- ایضاً : مترجم ڈاکٹر مجیب قریشی ، دھلی، علمی کتب خانہ، ۱۹۶۸ء -

۳- ارمان، راجہ جنم جے متر: نسخۂ دلکشا، حصہ اول، کلکتہ، ۱۸۷۰ء۔
۴- اشپرنگر، اے: یادگار شعراء، مترجمہ طفیل احمد، لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۵ء۔
۵- بے جگر، خیراتی لال: تذکرۂ بے جگر، قلمی، نسخہ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، مائکرو فلم مملوکہ راقم۔
۶- جہاں، بینی نرائن: دیوان جہاں، مرتبہ کلیم الدین احمد، پٹنہ، ۱۹۵۹ء۔
۷- حسن دہلوی، میر: تذکرہ شعرائے ہندی، مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری، لکھنؤ، اردو پبلشرز، ۱۹۷۹ء۔
۸- حیدری، حیدر بخش: گلشن ہند، مرتبہ، ڈاکٹر مختارالدین احمد، دہلی، علمی مجلس، ۱۹۶۷ء۔
۹- خلیل، علی ابراہیم خاں: گلزار ابراہیم، مرتبہ کلیم الدین احمد، پٹنہ، ۱۹۷۴ء۔
۱۰- مشفق خواجہ: شاہ قدرت اللہ قدرت (مقالہ)، مشمولہ مجلہ تحقیق، لاہور، جلد اول، شمارہ ۱، ۲، اورینٹل کالج، ۱۹۷۸ء۔
۱۱- خویشگی، نصراللہ خاں: گلشن ہمیشہ بہار، مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی، کراچی، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۶۷ء۔
۱۲- ذکا، خوب چند: عیار الشعراء، مخطوطہ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، مائکرو فلم مملوکہ راقم۔
۱۳- سرور، اعظم الدولہ، میر محمد خاں: عمدۂ منتخبہ، مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، دہلی، شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء۔
۱۴- شفیق، لچھمی نرائن: چمنستان شعراء، مرتبہ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۲۸ء۔

۱۵- شورش عظیم آبادی، غلام حسین : تذکرۂ شورش ، مشمولہ دو تذکرے ، مرتبہ کلیم الدین احمد ، پٹنہ -
۱۶- شیفتہ ، مصطفیٰ خاں : گلشن بے خار، مرتبہ کلب علی فائق رامپوری ، لاہور ، مجلس ترقیٔ ادب -
۱۷- صبا ، مولوی محمد مظفرحسین : روز روشن، تہران ، کتب خانہ رازی ، ۱۳۴۳ھ -
۱۸- صفا بدایونی، عبدالحئی : شمیم سخن (اول)، مرادآباد -
۱۹- عشق و مبتلا میرٹھی، شیخ غلام محی الدین : طبقات سخن ، مرتبہ ظفر اقبال (غیر مطبوعہ) -
۲۰- عشقی، وجیہ الدین : تذکرۂ عشقی، مشمولہ دو تذکرے، مرتبہ کلیم الدین احمد ، پٹنہ (سنہ ندارد) -
۲۱- علی حسن خاں، سید: بزم سخن بھوپال، ۱۲۹۸ھ -
۲۲- قاضی عبدالودود: تذکرہ مسرت افزا (مقالہ)، مشمولہ سہ ماہی اردو، کراچی، اپریل ۱۹۶۸ء-
۲۳- قاسم، قدرت‌اللہ: مجموعۂ نغز ، مرتبہ حافظ محمود شیرانی ، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۳۳ء -
۲۴- قائم چاند پوری ، محمد قیام الدین : مخزن نکات، مرتبہ ڈاکٹر اقتداحسن ، لاہور ، مجلس ترقیٔ ادب، ۱۹۶۶ء -
۲۵- کریم الدین: طبقات شعرائے ہند ، مرتبہ ڈاکٹر محمود الہٰی- لکھنؤ، اتر پردیش اکیڈمی، ۱۹۸۳ء -
۲۶- کمال ، شاہ محمد کمال: مجمع الانتخاب ، مشمولہ تین تذکرے، مرتبہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، دھلی ، مکتبہ برھان، ۱۹۶۸ء -
۲۷- گردیزی ، سید فتح علی حسینی: تذکرہ ریختہ گویاں ، مرتبہ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۳۳ء -

۲۸- لطف، مرزا علی: گلشن ہند، مرتبہ شبلی نعمانی و مولوی عبدالحق، لاہور، دارالاشاعت پنجاب، ۱۹۰۶ء۔

۲۹- مبتلا، مردان علی خاں: گلشن سخن، مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب، علی گڑھ، ۱۹۶۵ء۔

۳۰- محسن، سید محسن علی لکھنوی: سراپا سخن، تلخیص و ترتیب ڈاکٹر اقتدا حسن، لاہور، ۱۹۷۰ء۔

۳۱- مست، ذوالفقار علی: ریاض الوفاق، ملخص مرتبہ، دکتر ع - خیام پور، تبریز، ۱۳۴۳ شمسی۔

۳۳- مصحفی، غلام ہمدانی: تذکرۂ ہندی، مرتبہ مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۳۳ء۔

۳۴- مصحفی، غلام ہمدانی: تذکرۃ الشعراء، مرتبہ اکبر حیدری کاشمیری، لکھنؤ، ۱۹۸۰ء۔

۳۵- میر، میر تقی: نکات الشعراء، مرتبہ عبدالحق، کراچی، انجمن ترقیٔ اردو۔

۳۶- ناصر، سعادت خاں: خوش معرکۂ زیبا، جلد اوّل، مرتبہ مشفق خواجہ، لاہور، مجلس ترقیٔ ادب، ۱۹۷۶ء۔

۳۷- نساخ، عبدالغفور خاں: سخن شعراء، طبع ثانی، لکھنؤ، اترپردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۲ء۔

۳۸- نساخ، عبدالغفور خاں: قطعۂ منتخب، مرتبہ ڈاکٹر محمد انصار اللہ، کراچی، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۷۴ء۔

۳۹- نورالحسن خاں، سید: طورِ کلیم، بھوپال، ۱۲۹۸ھ۔